سائنس کا رُوحانی پہلو قرآن حکیم کی روشنی میں

یہ مقالہ چوہدری مظفر حسین صاحب نے محاضراتِ قرآنی
کے اجلاس منعقدہ اکتوبر ۸۳ء میں پیش فرمایا

اسلام میں رُوحانیت کا واحد معیار "خداشعوری" ہے۔ چنانچہ جو بھی فکر یا عمل "خداشعوری" کی اساس سے محروم ہو یا خداشعوری کو ترقی نہ دے وہ اسلامی نقطۂ نظر سے رُوحانیت سے عاری قرار پائے گا۔ قرآن حکیم نے شروع میں ہی اس بات کی وضاحت کر دی ہے کہ اس سے صرف متقی لوگ ہی ہدایت پا سکتے ہیں لفظ "متقی" کے انگریزی ترجمہ کے لئے علامہ محمد اسد نے اپنی تفسیر The Message of Quran میں God-conscious کا لفظ استعمال کیا ہے اور اس لفظ کے انتخاب کا نہایت عمدہ جواز پیش کیا ہے وہ فرماتے ہیں:-

The conventional translation of "muttaqi" as "God fearing" does not adequately render the positive content of this expression - namely, the awareness of His presence and the desire to mould one's existence in the light of this awareness; while the interpretation adopted

by some translators "One who guards himself against evil" or "One who is careful of his duty" does not give more than one particular aspect of God-consciousness."

اس اعتبار سے ہمارے نزدیک "تقویٰ" قرآن حکیم کی بنیادی رُوحانی اصطلاح ہے۔ رُوحانی الذہن ہونے کے لئے خداشعوری لازم ہے اور قرآن سے ہدایت حاصل کرنے کے لئے رُوحانی الذہن ہونا ایک لازمی شرط۔

ذَالِكَ الْكِتَابُ لَارَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ

(یہ اللہ کی کتاب ہے اور اس میں کوئی شک نہیں، ہدایت ہے متقی لوگوں کے لئے)

سورہ محمد کی ایک آیت میں بتایا گیا ہے کہ ہدایت ایک ترقی پذیر عمل ہے جس کا آخری ثمرہ بھی "تقویٰ" ہی ہے جو ہر ہدایت یافتہ شخص کی استعداد اور عمل کے مطابق اُسے عطا کیا جاتا ہے۔

وَالَّذِيْنَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى وَّاٰتٰهُمْ تَقْوٰهُمْ

(اور جن لوگوں نے ہدایت پائی، اللہ تعالیٰ انہیں اور زیادہ ہدایت دیتا ہے اور انہیں ان کے حصّے کا تقویٰ عطا کرتا ہے)۔

امام راغب کے نزدیک تقویٰ کے بے شمار مدارج ہیں اور مختلف آیات میں ہر جگہ تقویٰ ایک خاص معنی رکھتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں مختلف رُوحانی مدارج کے لئے قرآن حکیم نے اگر کوئی ایک ہی جامع اصطلاح استعمال کی ہے تو وہ "تقویٰ" ہے اور "تقویٰ" کے ان بے شمار مدارج میں سے ایک درجہ ایسا ہے جو اس کائنات کے مشاہدے اور اس کے نظامِ تخلیق میں غور و خوض کر کے اللہ تعالیٰ کی حکمت اور قدرت کی نشانیاں دیکھنے سے حاصل ہوتا ہے!

اِنَّ فِي اخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَّقُوْنَ

(یقیناً رات اور دن کے الٹ پھیر میں اور ہر اس چیز میں جو اللہ نے آسمانوں اور زمین میں پیدا کی ہے نشانیاں ہیں ان لوگوں کیلئے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں -)

اس آیت کی رُو سے قرآن حکیم نے رُوحانی تربیت کے لئے یہ لازمی قرار دیا ہے کہ وہ اس کائنات میں اللہ تعالےٰ کی پیدا کردہ تمام چیزوں کا کھلی آنکھوں کے ساتھ مشاہدہ اور مطالعہ اس انداز سے کریں کہ ان سے جو علم حاصل ہو وہ خُدا کے وجود کی ایک زندہ شہادت بن جائے - خود اللہ تعالےٰ نے ایسے اہل علم کی شہادت کو بڑی اہمیت دی ہے :

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ ؕ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ؕ

(اللہ، فرشتوں اور اہل علم کی گواہی ہے کہ اُس کے سوا کوئی معبود نہیں - وہ عدل و قسط کا قائم رکھنے والا ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وُہ غالب اور حکمت والا ہے -)

ہماری ناچیز رائے میں " اولو العلم"، کے زمرے میں وُہ خدا پرست سائنسدان بھی شامل ہیں جن کے نزدیک سائنس کا وظیفہ شہادتِ توحید ہے -

قرآن حکیم کی تعلیمات کی روشنی میں یہ بات پورے وثوق کے ساتھ کہی جا سکتی ہے کہ اگر سائنس اس وظیفہ کو صحیح طریقے پر انجام دینے لگے تو یہ اسلامی معاشرے میں ان تمام رُوحانی فضائل کی تخلیق کا باعث بن سکتی ہے جو اسلامی نقطۂ نگاہ سے عین مطلوب ہیں - مثلاً سب سے پہلے لفظ 'ہدایت'، ہی کو لیجئے - مولانا امین احسن اصلاحی نے لفظ ہدایت کے مفہوم کی تشریح میں "بصیرت" اور "قلبی نور" کو سرِفہرست رکھا ہے اور سائنس کی ساری تگ و دو بھی تو اس لئے ہے کہ مظاہرِ فطرت کا مطالعہ کرکے قوانینِ فطرت میں بصیرت حاصل کی جائے - یہ الگ بات ہے کہ الحاد اور لادینیت کے موجودہ دور میں سائنس اپنی اُس حقیقی منزل سے غافل بلکہ سرے سے ہی منکر ہو گئی ہے جو قرآن کے نزدیک اس کی اصل منزل ہے یعنی خدا شناسی اور خدایابی - اور یہی وجہ ہے کہ اگرچہ ہدایت کے لفظ میں بصیرت کا مفہوم

by some translators "One who guards himself against evil" or "One who is careful of his duty" does not give more than one particular aspect of God-consciousness."

اس اعتبار سے ہمارے نزدیک "تقویٰ" قرآن حکیم کی بنیادی روحانی اصطلاح ہے۔ روحانی الذہن ہونے کے لئے خداشعوری لازم ہے اور قرآن سے ہدایت حاصل کرنے کے لئے روحانی الذہن ہونا ایک لازمی شرط۔

ذَالِكَ الْكِتَابُ لَارَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ

(یہ اللہ کی کتاب ہے اور اس میں کوئی شک نہیں، ہدایت ہے متقی لوگوں کے لئے)

سورہ محمد کی ایک آیت میں بتایا گیا ہے کہ ہدایت ایک ترقی پذیر عمل ہے جس کا آخری ثمرہ بھی "تقویٰ" ہی ہے جو ہر ہدایت یافتہ شخص کی استعداد اور عمل کے مطابق اُسے عطا کیا جاتا ہے۔

وَالَّذِيْنَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى وَّاٰتٰهُمْ تَقْوٰىهُمْ

(اور جن لوگوں نے ہدایت پائی، اللہ تعالیٰ انہیں اور زیادہ ہدایت دیتا ہے اور انہیں ان کے حصے کا تقویٰ عطا کرتا ہے)۔

امام راغب کے نزدیک تقویٰ کے بے شمار مدارج ہیں اور مختلف آیات میں ہر جگہ تقویٰ ایک خاص معنی رکھتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں مختلف روحانی مدارج کے لئے قرآن حکیم نے اگر کوئی ایک ہی جامع اصطلاح استعمال کی ہے تو وہ "تقویٰ" ہے اور "تقویٰ" کے ان بے شمار مدارج میں سے ایک درجہ ایسا ہے جو اس کائنات کے مشاہدے اور اس کے نظامِ تخلیق میں غور و خوض کر کے اللہ تعالیٰ کی حکمت اور قدرت کی نشانیاں دیکھنے سے حاصل ہوتا ہے!

اِنَّ فِىْ اخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَّقُوْنَ